الروائح الزکیہ

فی مولد خیر البریہ

الشیخ محدث عبداللہ افریقی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محفل میلاد شریف اور اس کے جواز کے دلائل

رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کو منانا بھی بدعت حسنہ میں سے ہے۔ اس لئے کہ یہ عمل نہ تو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں تھا اور نہ اس سے متصل زمانے میں یہ تو ساتویں صدی ہجری کے آغاز میں شروع ہوا۔ اور سب سے پہلے اسے انہوں نے شروع کیا وہ اربل کے بادشاہ مظفر ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ تھے جو ایک عالم پرہیزگار اور بہادر شخص تھے۔ اور اس محفل میں انہوں نے بہت سے علماء کو اکٹھا کیا جن میں اصحاب حدیث بھی تھے اور صوفیائے صادقین بھی تھے۔ اور مشرق و مغرب کے علماء نے اس کام کو پسند کیا جن میں حافظ احمد بن حجر عسقلانی' حافظ سخاوی اور حافظ جلال الدین سیوطی وغیرہ شامل ہیں۔

حافظ سخاوی نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے کہ میلاد شریف منانے کا عمل قرون ثلاثہ کے بعد شروع ہوا اور تب سے دنیا بھر کے تمام بڑے شہروں میں اہل اسلام میلاد شریف مناتے چلے آرہے ہیں۔ مسلمان میلاد شریف کی راتوں میں انواع و اقسام کے صدقات و خیرات کرتے ہیں۔ میلاد کی کتابوں کو پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں اور میلاد کی برکتوں سے ان پر بے پایاں فضل ہوتا ہے۔

حافظ جلال الدین سیوطی نے میلاد شریف کے موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام انہوں نے ''حسن المقصد فی عمل المولد'' رکھا ہے اس میں فرماتے ہیں کہ ربیع الاول کے مہینے میں میلاد النبی ﷺ منانے کے بارے میں سوال کیا گیا ہے کہ شرعی نقطہ نظر سے اس کا کیا حکم ہے؟ یہ قابل تعریف ہے یا قابل مذمت؟ اور کیا میلاد کرنے والا ثواب پائے گا یا نہیں؟ تو میرا جواب یہ ہے کہ میلاد شریف کی اصل لوگوں کا اکٹھا ہونا' جتنا میسر ہو تلاوت قرآن کرنا۔ نبی کریم ﷺ کے ابتدائی احوال کے بارے میں وارد اخبار و روایات کو بیان کرنا اور آپ کی پیدائش کے وقت جو نشانیاں ظاہر ہوئیں ان کا ذکر کرنا ہے۔ پھر لوگوں کیلئے دستر خوان بچھتا ہے لوگ کھاتے ہیں۔ اور ان امور پر کچھ اضافہ کیے بغیر لوٹ جاتے ہیں۔ اور یہ ایک بدعت حسنہ ہے' اسے کرنے والا ثواب کا مستحق ہوگا۔ کیونکہ اس میں نبی کریم ﷺ کی تعظیم شان ہے' اور آپ کی پیدائش پر مسرت و خوشی کا اظہار ہے۔ جنہوں نے اس کام کو سب سے پہلے شروع کیا وہ اربل کے بادشاہ مظفر ابوسعید کوکبری بن زین الدین علی بن بکتگین تھے جن کا شمار بڑے عظیم و سخی بادشاہوں میں ہوتا ہے' اور انہوں نے کئی اچھی نشانیاں چھوڑی ہیں۔ سفح قاسیون دمشق کا ایک محلہ ہے اور اسی مسجد کے جانب میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا مزار ہے۔ یہ مسجد ''جامع مظفری'' بھی اسی بادشاہ کی تعمیر کردہ ہے۔

(الحاوی للفتاوی ج ا ص ۱۸۹' ۱۹۷)

ابن کثیر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ وہ (بادشاہ مظفر) ربیع الاول میں میلاد شریف مناتے تھے اور عظیم الشان جشن برپا کرتے تھے۔ وہ ایک نڈر بہادر جانباز' عاقل' عالم اور عادل بادشاہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور انہیں بلند درجہ عطا فرمائے۔ شیخ ابوالخطاب عمر ابن حسن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کیلئے میلاد شریف کی ایک کتاب تصنیف کی اور اس کا نام التنویر فی مولد البشیر والنذیر رکھا تو انہوں نے شیخ کو ایک ہزار

دینار پیش کیا۔ انہوں نے ایک طویل عرصے تک حکمرانی کی اور سات سو تیس ہجری میں جب وہ عکا شہر میں فرنگیوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے ان کا انتقال ہو گیا وہ اچھی سیرت و خصلت کا حامل تھے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۱۳ ص ۱۳۶)

سبط ابن جوزی نے مرآۃ الزمان میں ذکر کیا ہے کہ ان کے یہاں میلاد شریف میں بڑے بڑے علماء و صوفیاء شرکت کرتے تھے۔ (الحاوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۱۹۰)

ابن خلکان حضرت حافظ عمر بن حسن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے میں لکھتے ہیں کہ وہ اعیان علماء اور مشاہیر فضلاء میں سے تھے۔ مراکش سے چل کر شام و عراق پہنچے۔ ۶۰۷ھ میں اربل سے گزرے تو وہاں کے عظیم القدر بادشاہ مظفر الدین بن زین الدین رحمۃ اللہ علیہ کو پایا کہ وہ میلاد شریف کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ان کیلئے کتاب التنویر فی مولد البشیر والنذیر تصنیف فرمائی اور خود بادشاہ کو یہ کتاب پڑھ کر سنائی تو بادشاہ نے انہیں ایک ہزار دینار پیش کیا۔

(وفیات الاعیان ج ۳ ص ۴۴۹)

حافظ سیوطی فرماتے ہیں کہ "امام حافظ ابوالفضل احمد بن حجر نے میلاد شریف کیلئے ایک اصل اور دلیل کا استخراج سنت رسول ﷺ سے کیا ہے اور میں نے اس کیلئے ایک دوسری دلیل کا استخراج کیا ہے۔

ان مذکورہ بالا باتوں سے ظاہر ہے کہ میلاد شریف منانا بدعت حسنہ ہے اور اس کے انکار کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے بلکہ میلاد شریف سنت حسنہ کہلائے جانے کا مستحق ہے۔ کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان میں شامل ہے کہ من سن في الاسلام سنة فله اجرها و اجر من عمل بها بعده من غير ان ينقص من اجورهم شيء (یعنی جس نے اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کیا اسے اس کا اجر ملے گا اور اس کے بعد اس پر جو لوگ عمل کریں گے ان کا اجر بھی اسے ملے گا بغیر ان لوگوں

کے اجر و ثواب میں کسی کمی کے) اگرچہ یہ حدیث ایک خاص سلسلے میں وارد ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ فقر و فاقہ میں مبتلا ایک جماعت اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی وہ لوگ پھٹے ہوئے اور انتہائی بوسیدہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کیلئے صدقہ جمع کرنے کا حکم دیا تو بہت سارا سامان جمع ہو گیا۔ جس سے حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: من سن في الاسلام سنة فله اجرها و اجر من عمل بها بعده من غير ان ينقص من اجورهم شيء (الحدیث) لیکن اس حدیث کا حکم اس واقعے سے مخصوص نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے خصوص سبب کا نہیں ہوتا ہے، جیسا کہ اصولیین کے نزدیک طے شدہ ہے، اور جو اس کا انکار کرے وہ جاہل اور ہٹ دھرم ہے۔

حضور ﷺ کے شرف و بزرگی کے بیان میں وارد بعض آیات قرآنیہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی بہت ساری آیتوں میں آپ ﷺ کے فضل و شرف کا ذکر فرمایا ہے۔ ان آیات میں سے بعض وہ ہیں جو آپ کے بلند اخلاق اور علو شان کے بیان پر مشتمل ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: وانك لعلى خلق عظيم (القلم ۶) یعنی آپ اخلاق عظیم پر ہیں۔

اور بعض وہ آیتیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے نسب کی بلندی اور مقام و منزلت کی عظمت کو ظاہر فرمایا ہے جیسے آیت کریمہ لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رءوف رحيم (التوبہ ۱۲۸) یعنی بیشک تمہارے پاس تم میں سے ہی ایک ایسا رسول آیا ہے جسے تمہارا نقصان میں پڑنا شاق گزرتا ہے، جو تمہاری فلاح کا شدید خواہشمند ہے اور ایمان والوں کیلئے شفیق و رحیم ہے۔

اور بعض ایسی آیتیں ہیں جو دوسرے انبیاء کرام پر نازل کتابوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی جو مدح و ثناء کی ہے اس کی نشاندہی کرتی ہیں۔ جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ کا

فرمان محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللّٰہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطئہ فازرہ واستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار۔ (سورہ الفتح ۲۹) یعنی محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جولوگ ان کے ساتھ ہیں وہ سب کافروں پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔ تم انہیں ہمیشہ رکوع وسجدہ میں اللہ کے فضل ورضا کی طلب میں پاؤ گے۔ ان کے چہروں پر سجدوں کے آثار ظاہر ہیں تورات وانجیل میں ان کی مثال یوں دی گئی ہے گویا وہ ایسی کھیتی ہیں جس نے کونپل نکالی پھر اسے تقویت پہنچائی پھر وہ توانا ہوئی اور پھر اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی اپنے کاشتکاروں کو خوش کرتی ہے تاکہ کفار ان سے جلیں۔

انہیں آیتوں میں وہ آیت بھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے جملہ نبیوں پر آپ کی فضیلت اور اسبقیت کو واضح کیا ہے اور وہ آیت ہے۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ قال ء اقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشھدین۔ (آل عمران ۸۱) یعنی اور یاد کیجئے جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد ومیثاق لیا کہ میں نے تمہیں کتاب ودانائی بخشی ہے پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس جو ہے اس کی تصدیق کرتا ہو تو تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی۔ فرمایا کہ کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور اس عہد کی بھاری ذمہ داری اٹھاتے ہو۔ انبیاء نے عرض کیا کہ ہم اقرار کرتے ہیں فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

ان میں بعض وہ آیتیں ہیں جو آپ کی تعظیم وتوقیر اور جلالت شان کو ظاہر وباہر

کرتی ہیں جیسے ارشاد خداوندی۔ ان الذین ینادونک من ورآء الحجرات اکثرھم لایعقلون ولو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیرا لھم واللّٰہ غفور رحیم۔ (الحجرات ۴،۵) یعنی جولوگ آپ کو حجرے کے باہر پکارتے ہیں ان میں سے بیشتر ناسمجھ ہیں۔ اگر یہ لوگ صبر کرتے حتیٰ کہ آپ خود باہر تشریف لاتے تو یہ ان کیلئے زیادہ بہتر تھا اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ یونہی اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد یاایھا الذین امنوا استجیبوا للّٰہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔ (الانفال ۲۴) یعنی اے ایمان والو اللہ ورسول اللہ کی پکار پر لبیک کہو کہ یہ تمہیں زندگی بخشنے والی ہے۔

اسی طرح قرآن کا یہ فرمان لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا۔ (النور ۶۳) یعنی رسول کو ایسے نہ پکارو یا آپس میں انہیں ایسے نہ یاد کرو جیسے باہم ایک دوسرے کو پکارتے یا یاد کرتے ہو۔

بعض وہ آیتیں ہیں جو آپ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی آپ کی عظمت وشان کے قائم ودائم رہنے کی صراحت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ النبی اولی بالمومنین من انفسکم وازواجہ امھتھم۔ (الاحزاب ۶) یعنی نبی مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حقدار ہیں اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور فرمایا ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا۔ (الاحزاب ۵۳) یعنی اور نہ یہ کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو۔

اور انہیں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی میں قسم یاد کی ہے۔ فرماتا ہے۔ لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون۔ (الحجر ۷۲) یعنی آپ کی جان کی قسم یہ سب اپنے نشے میں سرگرداں ہیں۔

آپ ﷺ کے نسب شریف کا ذکر

محمد (ﷺ) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان' ابوالقاسم' اولاد کے آدم کے سردار' اللہ کا درود وسلام ہو آپ پر جب جب اہل ذکر آپ کا ذکر کریں اور اہل غفلت آپ کی یاد سے غافل رہیں۔

آپ کے جداعلیٰ عدنان اللہ کے نبی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے تھے جو درحقیقت ذبیح ہیں' اور اللہ کے نبی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ اللہ کا درود وسلام ہو ہمارے آقا محمد ﷺ پر اور ان کے تمام انبیاء و مرسلین بھائیوں پر۔

یہ آپ کا نسب شریف ہے۔ آپ بنو ہاشم کے منتخب اور برگزیدہ ترین فرد ہیں۔

امام مسلم وغیرہ نے واثلہ بن الاسقع سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسماعیل واصطفی قریشا من کنانۃ واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم۔ (صحیح مسلم' کتاب الفضائل' باب فضل نسب النبی ﷺ وصحیح ابن حبان دیکھئے ج ۷' ص ۸۱) یعنی اللہ تعالیٰ نے اولاد اسمٰعیل سے کنانہ کو' کنانہ سے قریش کو' قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو چنا ہے۔

امام ترمذی نے اپنی سند سے انہیں سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان اللہ اصطفی من ولد ابراھیم واسماعیل واصطفی من ولد اسماعیل کنانۃ واصطفی من کنانۃ قریشا واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم یعنی اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم سے اسمٰعیل علیہ السلام کو' اولاد اسمٰعیل سے کنانہ کو' کنانہ سے قریش کو' قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے

مجھ کو منتخب کیا ہے۔ (کتاب المناقب' باب فضل النبی ﷺ)

ابوعیسیٰ (امام ترمذی) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ لب لباب اور انتخابوں میں انتخاب ہیں' جیسا کہ بیشمار احادیث وآثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں۔

شکم جناب آمنہ رضی اللہ عنہا میں

حضور کے والد گرامی جناب عبداللہ نے بنو زہرہ کی عورتوں کی سردار آمنہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جو وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب کی بیٹی تھیں۔ شادی کے بعد آمنہ رضی اللہ عنہا کی شکم تمام امتوں اور مخلوقات کے سردار سے معمور ہوئی' اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے آپ کو سارے عرب وعجم کیلئے نعمت بنا کر اس وجود میں ظاہر کیا۔ آپ کا شکم مادر میں تشریف لانا پوری انسانیت کیلئے ایک نورانی سحر کا آغاز تھا۔

ابن سعد یزید بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ کی پھوپھی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہم سنتے تھے کہ جب اللہ کے رسول آمنہ رضی اللہ عنہا کی شکم میں آئے تو وہ کہا کرتی تھیں کہ میں نے محسوس ہی نہیں کیا کہ میں حاملہ ہوں اور نہ مجھے کوئی گرانباری تھی جو عام طور پر عورتوں کو ہوتی ہے...... میرے پاس ایک آنے والا آیا اور میں سونے جاگنے کے درمیان کی حالت میں تھی۔ اس نے کہا: کیا تمہیں احساس ہے کہ تم حمل سے ہو؟ گویا میں نے جواب دیا کہ: میں نہیں جانتی تو وہ بولا کہ: تمہارے شکم میں اس امت کے سردار اور اس کے نبی ہیں۔ یہ واقعہ دوشنبے کو رونما ہوا۔ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس واقعہ نے مجھے حمل سے ہونے کا یقین دلایا۔ کچھ مدت کے بعد جب ولادت کا وقت قریب ہوا تو وہ آنے والا پھر میرے پاس آیا اور بولا کہ: کہو کہ اعیذہ بالواحد الصمد من شر کل حاسد۔ میں اسے ہر حسد کرنے والے کے حسد سے خدائے واحد وصمد کی پناہ میں دیتی ہوں' تو میں یہ کہا کرتی تھی"۔ (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۹۸)

ولادت پاک

امام احمد اور امام بیہقی نے صحابی رسول ﷺ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ انی عبد الله وخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینته' وساخبرکم عن ذلك دعوة ابی ابراهیم' وبشارة عیسیٰ بن رؤیا امی التی رات' وكذلك امهات النبیین یرین۔ یعنی میں اللہ کا بندہ اور نبیوں کا خاتم ہوں جب کہ آدم اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔ میں تمہیں اس کی خبر دوں گا: میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں جو انہوں نے میرے بارے میں کی اور اپنی ماں کے خواب کی تعبیر ہوں جو انہوں نے دیکھا تھا اور یونہی انبیاء کی مائیں دیکھتی ہیں۔

(مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۷، ۱۲۸)

اور حضور ﷺ کی والدہ نے آپ کی پیدائش کے وقت ایک نور دیکھا تھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔

حافظ بیہقی نے انی عبد الله وخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینته کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ حضور کی مراد یہ ہے کہ وہ قضائے الٰہی اور تقدیر خداوندی میں ایسے تھے قبل ازیں کہ پہلے نبی اور ابو البشر علیہ السلام کا وجود ہو۔

امام احمد بیہقی اور طیالسی نے اپنی اپنی سندوں سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو امامہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ آپ کے شروع کا معاملہ کیا تھا؟ فرمایا: دعوة ابی ابراهیم' وبشری عیسیٰ ابن مریم' ورات امی انه خرج منها نور اضاءت له قصور الشام۔ (مسند احمد ج ۵ ص ۲۶۲ وامام بیہقی' دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۸۴ ابوداؤد طیالسی المسند حدیث نمبر ۱۱۴۰ وابن حجر ہیتمی' مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۲۲) یعنی میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا' عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی بشارت اور میری ماں نے دیکھا کہ

ان کے اندر سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

ابن سعد نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رات امی حین وضعتنی سطع منها نور اضاءت له قصور بُصریٰ (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۰۲) یعنی میری ماں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا کہ ان کے اندر سے ایک چمک دار نور نکلا جس سے بُصریٰ (بُصریٰ: دمشق کے قریب شام کی ایک آبادی دیکھئے معجم البلدان ج ۱ ص ۴۴۱) جس کے محلات روشن ہو گئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو اس حال میں کہ آپ زمین پر گھٹنوں کے بل تھے اور سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا تھا اور آپ کے ساتھ ہی ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے حتیٰ کہ آپ کی والدہ کو بُصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں تک نظر آ گئیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا خود کو اپنے باپ ابراہیم کی دعا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی تو اپنے رب سے دعا کرتے ہوئے عرض کیا تھا: رب اجعل هذا بلداء امنا وارزق أهله من الثمرات من آمن بالله واليوم الآخر۔ (البقرۃ ۱۲۶) یعنی اے رب اسے امن والا شہر بنا دے اور اس کے رہنے والوں میں جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے اسے پھلوں سے رزق عطا فرما۔

پھر فرمایا: ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلو عليهم ء ايتك ويعلمهم الكتاب والحكمة ويزكيهم انك انت العزيز الحكيم۔ (البقرۃ ۱۲۹) یعنی اے ہمارے رب اور بھیج ان میں انہیں میں سے ایک رسول جو ان پر تیری آیتوں کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاکیزہ کرے بیشک تو غالب وحکمت والا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کیلئے ان کی اس دعا کو قبول فرمایا اور انہیں مبعوث فرمایا جیسا کہ حضرت ابراہیم نے سوال کیا تھا۔

"عیسیٰ ابن مریم کی بشارت" سے مراد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی وہ بشارت ہے جو انہوں نے حضور ﷺ کے بارے میں اپنی قوم کو دی تھی جس کی حکایت قرآن حکیم یوں فرماتا ہے۔

واذ قال عیسی ابن مریم یبنی اسرائیل انی رسول اللّٰہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ (الصف ۶) یعنی جب حضرت عیسیٰ نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری جانب اللہ کا پیغمبر ہوں اپنی پیش رو تورات کی تصدیق کرنے والا اور اپنے بعد ایک رسول کے آنے کی بشارت دینے والا جن کا نام احمد ہے۔

خلاصہ یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کی رات ایک بہت شرف و عظمت اور برکت والی رات ہے۔ جس کے انوار ظاہر ہیں اور جس کی شان بہت بلند ہے۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ کو اس وجود کے ساتھ موجود فرمایا۔ چنانچہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اسی شرف والی رات میں پاکیزگی کے ساتھ پیدا کیا تو آپ سے وہ فضیلتیں، بھلائیاں اور برکتیں ظاہر ہوئیں جس نے ہر عقل و نظر کو خیرہ کر دیا۔ حدیث و تاریخ جس کے گواہ ہیں۔

حضور ﷺ کی پیدائش کے وقت ظاہر ہونے والی بعض نشانیاں

نبی کریم کی پیدائش پر بہت نشانیاں ظاہر ہوئیں۔ بیہقی اور ابن عساکر وغیرہ نے ہانی مخزومی سے اپنی اپنی سندوں کے ذریعے روایت کیا ہے کہ جس رات رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے ایوانِ کسریٰ متزلزل ہو گیا اور اس کے چودہ کنگرے ٹوٹ کر گر گئے۔ فارس کی آگ بجھ گئی جو قبل ازیں ایک ہزار سال میں کبھی نہیں بجھی تھی اور ساوہ

(ساوہ قدیم ایران کا ایک شہر تھا۔ دیکھئے معجم البلدان ج ۳ ص ۲۲) شہر کی جھیل خشک ہو گئی۔ (اس روایت کو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے دیکھئے ج ۱ ص ۱۲۶ تاریخ طبری ج ۲ ص ۱۳۱، ۱۳۲ و حافظ عراقی المورد الہنی (مخطوطہ ۱۱)

چودہ کنگرے گرنے سے اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ شاہان فارس میں سے صرف چودہ بادشاہ باقی رہ گئے تھے اور ان کا آخری فرد حضرت عثمان کی خلافت کے وقت تھا۔ فارس کی آگ وہ آگ تھی جسے اہل فارس پوجتے تھے اور رات دن اسے جلائے رکھتے تھے اور ساوہ کی جھیل اتنی بڑی تھی کہ اس میں کشتیاں چلتی تھیں۔ حضور ﷺ کی پیدائش پر فارس کی آگ بجھ گئی اور ساوہ کی جھیل کا پانی خشک ہو گیا۔

ولادت رسول اللہ ﷺ پر ظاہر ہونے والی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی تھی کہ شیطانوں کو آسمان سے شہابوں کے ذریعے مارا گیا جیسا کہ بعض علماء کرام نے لکھا ہے، مشہور اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ شیاطین کو شہابوں کے ذریعے مارنے کا آغاز حضور ﷺ کی بعثت سے شروع ہوا۔

انہیں نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ ابلیس کو آسمان کی خبروں سے محجوب و محروم کر دیا گیا تو اس نے ایک بہت بھیانک چیخ ماری۔ (۱) اس نے ملعون ہونے کے وقت (۲) جنت سے نکالے جانے کے وقت (۳) حضور کی پیدائش کے وقت (۴) سورۂ فاتحہ کے نزول پر یہ چیخ ماری تھی اور اسے حافظ عراقی نے المورد الہنی میں بقی بن مخلد سے روایت کیا ہے۔

انہیں نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ ہاتف غیبی کو حق کے ظہور کی بشارت دیتے سنا گیا اور بتوں کے اندر سے بھی یہ آواز سنی گئی۔

زمان و مکان ولادت کا ذکر

حضور ﷺ کی پیدائش کے سال میں اختلاف ہے۔ اکثریت کی رائے ہے

کہ عام الفیل میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ واقعہ فیل کے ایک ماہ بعد آپ کی پیدائش ہوئی۔

بیہقی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت اس سال میں ہوئی جس میں ابرہہ نے ہاتھیوں کے ساتھ خانہ کعبہ پر لشکر کشی کی تھی۔ (دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۷۵)

آپ کی ولادت کا مہینہ ربیع الاوّل کا مہینہ تھا۔ تاریخ کے بارے میں زیادہ قابل اعتماد قول یہ ہے کہ بارھویں تاریخ تھی۔

البتہ پیدائش کے دن میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں کہ وہ دوشنبہ کا دن تھا۔ امام مسلم نے ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دوشنبہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ذاك يوم ولدت فيه' وانزل علي فيه یعنی دوشنبہ وہ دن ہے جس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب الصیام من کل شہر وصوم عاشورہ والاثنین والخمیس مسند امام احمد ج ۵ ص ۲۹۷، ۲۹۹ وسنن بیہقی ج ۴ ص ۲۹۳)

مکانِ پیدائش مکہ مکرمہ ہے اور اکثریت کے مطابق مکہ کے محلے ''سوق اللیل'' میں آپ کی ولادت ہوئی۔ حافظ عراقی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ ہارون الرشید کی والدہ نے آپ کی جائے پیدائش پر ایک مسجد تعمیر کرائی تھی۔ ارزقی کہتے ہیں کہ ''یہی آپ کی جائے پیدائش ہے اور اس میں اہل مکہ کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور اب یہ جگہ ''محلۃ المولد'' (محلہ میلاد) کے نام سے جانی جاتی ہے۔